ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

قصاص کا مقدمہ قسامت اور حدّ حرابہ: ایک تحقیقی جائزہ

انجینئر الیاس صالح[1] معاذ مسعود[2] محمد یونس[3]

Abstract

In the holy Qur'an the word Qiṣāṣ has been devised for the establishment of peace in human society and for the prevention of crime and says that:

ولکم فی القصاص حیوٰ ۃ یا اولو الباب لعلکم تتقون(البقرۃ:۱۷۹)

This holy book further refers to it as life for the humanity. In all Divine religions, the law of retribution was legislated to protect the sanctity and survival of human life, to end crimes and oppression, prevention of chaos and anarchy, and to maintain collective order and peace in the society. In this regard, an analytical and comparative study of the concept of retribution in Islam, the types of retribution, the retribution of injuries and damaged limbs, the principles of testimony, the procedure for issuing and implementing punishment and authority of implementation of punishments have been analyzed in this study.

Efforts have been made to discusses the Islamic law of Qiṣāṣ and its rules from the perspectives of Islamic teachings and Western approach.

Key words: Divine, Qisas, religion, sanctity, anarchy, retribution, limbs, Qur'ān, Aḥādīth.

تمہید

خیر القرون کا دور امن امان کا دور اس لیے تھا کہ ان ادوار میں اسلامی حدود کا نفاذ کما حقہ تھا۔ اسلامی حدود کی تنفیذ کا معاملہ جس خطّے سے بھی ختم ہوا ہو وہاں سے امن و امان ختم ہو چکا ہوتا ہے اور دہشت گردی، بدامنی اور ظلم و فساد کا بازار گرم ہوتا ہے وہاں نہ کسی انسان کی زندگی محفوظ ہے نہ عزت و آبرو اور نہ مال، ظالم کو شرعی سزا دینا پورے انسانیت اور معاشرہ کی حفاظت کرنا ہے اور ظالم پر ترس کھانا پورے معاشرہ پر ظلم کے مترادف ہے اسی لئے اللہ نے اپنی وسعت ورحمت کے باوجود حدود کے معاملے میں یہ تاکید فرمائی ہے۔

[وَ لَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ][1]

ترجمہ: اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقلمندو کہ تم کہیں بچو

واضح رہے کہ جو سماج انسانی جان کی بے حرمتی کرنے والوں کی جان کو محترم قرار دیتا ہو وہ دراصل اپنی آستین میں سانپ پالتا ہے ایک قاتل کی جان کو غیر شرعی طریقے (بغیر صلح علی مال، عفوہ بلامال یا دیت) بچانا بہت سے بے گناہوں کی جانیں خطرے میں ڈالنے کے مترادف ہیں۔

قرآن کریم میں جن جرائم کی سزاؤں کا حکم ملتا ہے ان میں زنا کی سزا، چوری کی سزا، تہمت کی سزا، دھوکہ کی سزا، بغاوت کی سزا، اور قتل کی سزا شامل ہے۔ یہ حدود حقوق اللہ

[1] پی ایچ ڈی سکالر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبد الولی خان یونیورسٹی مردان

ph# 03153104343, Email; ilyas.salih00@gmail.com

[2] پی ایچ ڈی سکالر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبد الولی خان یونیورسٹی مردان

[3] پی ایچ ڈی سکالر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبد الولی خان یونیورسٹی مردان

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ہیں ان کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ مجرم کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے بلکہ یہ بھی ہے کہ ان کے ذریعے پورے معاشرے کو عبرت اور تنبیہ حاصل ہو۔چونکہ ان سزاؤں کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اس بناپر شریعت نے انتہائی احتیاط سے کام لینے کو کہاہے، مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی صورت بھی بچاؤ کی نکل سکے تو اللہ کے بندوں سے حدود کو دور کرو"۔

ترمذی کی روایت میں ہے کہ

"جہاں تک ہوسکے مسلمانوں سے حدود کو دفع کرو اور اگر بچاؤ کی کوئی صورت نکل سکے تو ان کا راستہ چھوڑ دو "

امام (خلیفہ) کے لیے معافی میں غلطی کرنا سزا میں غلطی کر جانے سے بہتر ہے"۔ایک اور جگہ فرمایا:

"شبہات سے حدود کو دفع کرو "۔

زیر نظر آرٹیکل میں انہیں حقائق کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ قصاص،اس کی اقسام،لفظ قسامت کی لغوی اور اصطلاحی تحقیقات اور محاربہ پر سیر حاصل گفتگو کی جائے گی جو کہ علمی لائبریری میں ایک مثبت اضافے کی باعث بنے گی۔

قصاص

قصاص ان جرائم کی سزاؤں کا نام ہے جن کی تحدید و تعین قرآن یا احادیث کی رو سے ہوئی ہو اور ان میں حق العبد حق اللہ پر غالب ہو۔

اقسام قصاص:

قصاص کی دو قسمیں ہیں: قصاص فی النفس اور قصاص فی الاطراف

قسامت کی لغوی تحقیق

قسامت مصدر ہے کبھی بمعنی حسن و جمال مستعمل ہوتی ہے اور کبھی بمعنی قسم (یمین) قاموس فقھی میں ہے "القسمۃ الحسن والجمال " القاموس الفقھی بمادہ ذیل اسی طرح بدائع الصنائع میں ہے

"القسامۃ فی اللغۃ بمعنی الوسامۃ وھوا لحسن والجمال یقال فلان قسیم ای حسین جمیل و تستعمل بمعنی القسم و ھو الیمین[2]

<u>قسامت کی شرعی اور اصطلاحی تعریف کے حوالے سے ائمہ فن کے آراء</u>

صاحب قاموس فقھی لکھتے ہے:

'القسامۃ فی عرف الشرع حلف معین عند التھمۃ بالقتل علی الاثبات والنفی[3]"

صاحب فتح القدیر نے قسامت کی شرعی تعریف کچھ یوں کی ہے؛" واماّ فی الشریعۃ فھی اَیمان یُقسِمُ بھا اَھل محلۃٍ اَودارٍ وُجد فیھا قتیل بہ اَثرُ جراحۃ یقُولُ کل منھُم باللہ مَاقتلتُہ وماعلمت لہ قاتِلاً[4]"

قسامت کی شرعی تعریف علامہ ابن نجیم نے بحر الرائق شرح کنزالدقائق میں اس طرح کی ہے:

"واما فی الشریعۃ فھی ایمان یقسم بھا اھل محلۃ اودار او غیر ذالک وجد فیھا قتیل بہ اثر یقول کل منھم واللہ ماقتلتہ ولاعلمت لہ قاتلاً "[5]

خلاصہ تعریفات

ان تمام تعریفات کا خلاصہ اور نچوڑ یہ ہے کہ قسامت اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام کی ان قسموں (آیمان) کا نام ہے جو خاص سبب اور مخصوص عدد کی جہت سے ایک خاص قسم کے لوگوں پر بطریق مخصوص کھائی جاتی ہے۔

قسامت کے بارے میں بیان اختلاف مذاہب

احناف کے ہاں قسم اہل محلّہ سے لی جائے گی نہ کہ اولیاء مقتول سے جب کہ امام شافعیؒ کے نزدیک اگر وہاں کسی قسم کا اشتباہ ہو تو اولیاء مقتول سے پچاس بار قسم لی جائے گی کہ اس کو اہل محلہ نے قتل کیا ہے اس کے بعد مدعی علیھم پر دیت کا حکم کر دیا جائے گا اور اس کے ایک قول کے مطابق قصاص لیا جائے گا اور امام مالکؒ کے نزدیک قصاص کا حکم کیا جائے گا اگر دعویٰ قتل عمد کا ہو، لیکن احناف کے ہاں قسامت میں قصاص نہیں صرف دیت ہے، جیسا کہ مکمل اختلاف مذاہب بدائع الصنائع میں ثبت ہیں ان کی ایک عبارت ملاحظہ ہو۔

"فاذا حلفو یغرمون الدیۃ وھذا عند اصحابنار حمھم اللہ و قال مالک رحمہ اللہ ان کان ھناک لوث یستحلف الاولیاء خمسین یمینا فاذا حلفوا یقتص من المدعی علیہ و تفسیر اللوث عندہ ان یکون ھناک علامۃ القتل۔۔۔ و قال الشافعی ان کان ھناک لوث ای عداوۃ ظاھرۃ وکان بین دخولہ المحلۃ و بین وجودہ قتیلا مدۃ یسیرۃ یقال للولی: عین القاتل فان عین القاتل یقال للولی احلف خمسین یمینا فان حلف فلہ قولان فی قول کما قال مالک و فی قول یغرمہ الدیۃ فان عدم ھذا ین الشرطین لا شئ علیھم"[6]

شرائط قسامت

ہر قتیل میں قسامت نہیں بلکہ ان کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں

۱۔ قاتل معلوم نہ ہو اگر قاتل ہو تو قتل عمد یا قتل خطاء کے مسائل نافذ العمل ہوں گے۔

۲۔ مقتول پر اثر قتل نمایاں ہو پس اگر کسی محلہ یا گھر میں کوئی مردہ پایا گیا جس کی ناک یا مقام بول و براز یا منہ سے خون جاری ہو تو قسامت نہ ہوگی نہ دیت واجب ہوگی کیونکہ ممکن ہے وہ نکسیر، بواسیر یا سوادی قے کی وجہ سے ہو اور اگر خون آنکھوں یا کانوں وغیرہ سے ہو تو وہ مقتول سمجھا جائے گا کیونکہ ان جگھوں سے عادۃً بلا ضرب شدید خون جاری نہیں ہوتا۔

۳۔ اگر مقتول کسی کے گھر یا فیکٹری وغیرہ میں ملے تو گھر والوں یا فیکٹری والوں پر قسامت ہوگی اور ان کے عقلاء پر دیت ہوگی۔

۴۔ اگر مقتول جامع مسجد یا شارع عام میں پایا گیا تو اس میں قسامت نہیں اور دیت ورثاء مقتول کو بیت المال سے دیا جائے گا۔

۵۔ اگر کسی مقتول کو جنگل میں جس کے قریب آبادی نہ ہو تو بھی اس میں قسامت نہیں اسی طرح اگر میت کو کسی دو گاؤں یا شہروں کے درمیان پایا گیا تو اگر کسی کے زیادہ قریب ہو تو قسامت ان پر ہوگی۔

۶۔ اگر کسی میت کو پانی میں پایا اور پانی زیادہ ہوں مثلاً دریا یا بڑی نہر ہو تب بھی قسامت نہیں ہوگی البتہ اگر کنارہ پر پایا گیا تو قسامت ہوگی۔[7]

لفظ محاربہ کی لغوی تحقیق

محاربہ حرب سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں سلب کرنا، لڑنا جیسا کہ المفردات فی غریب القرآن میں ہے۔

"الحرب معروف، والحرب السلب فی العرب ثم قد یسمی کل سلب حربا، قال والحرب مشتقۃ المعنی من الحرب و من حرب فھو حریب ای سلیب[8] "

لفظ محاربہ کی اصطلاحی تعریف

صاحب قاموس فقھی نے محاربہ کی یوں تعریف کی ہے

"ھی اشھار السلاح و قطع السبیل خارج المصر[9] "

"شہر کے باہر اسلحہ کھول کر دکھانہ اور راستے کو بند کرنا"

محاربین کی تخصیص

جمہور کے نزدیک محارب کافر بھی ہو سکتا ہے اور مومن بھی لیکن امام بخاریؒ کے نزدیک محارب کافر ہو سکتا ہے نہ کہ مسلمان یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے محاربین کیساتھ "من

اہل الکفر والردۃ" کے الفاظ بھی بڑھائے ہیں۔ پس جمہور کے ہاں محاربین وہ لوگ ہیں جو کہ ایک صاحب قوت اور باحشمت جماعت بن کر یا کوئی ایک ہی باقوت شخصیت رہزنی اور ڈاکہ کرے یا کرنے کی ارادہ سے نکلے تو وہ محاربین ہیں خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان۔ قرآن مجید میں ڈاکہ اور رہزنی کی شرعی سزائیں چار ذکر کی گئی ہیں چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّمَا جَزَاء الَّذِيْنَ يُحَارِبُونَ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِيْ الاَرْضِ فَسَاداً اَن يُقَتَّلُواْ اَوْ يُصَلَّبُواْ اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُم مِّنْ خِلافٍ اَوْ يُنفَوْاْ مِنَ الاَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِيْ الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِيْ الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ[10]

"ان کی بھی یہی سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے ہیں یہ کہ انہیں قتل کیا جائے یا وہ سولی پر چڑھائے جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹے جائیں یا وہ جلاوطن کر دیئے جایءں یہ ذلت ان کے لیے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے"

آیت مذکورہ میں محرابہ کی مندرجہ ذیل چار سزائیں مذکور ہیں۔

۱۔ ان کو قتل کیا جائے

۲۔ ان کو سولی پر چڑھایا جائے

۳۔ ان کے ہاتھ اور پاؤں مختلف اطراف میں کاٹ دیئے جائیں

۴۔ ان کو زمین سے نکال دیا جائے یعنی قید کیا جائے

بیان مذاہب

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ امام کو اختیار ہے کہ جو سزا مندرجہ بالا سزاؤں میں سے دینا چاہے دے سکتا ہے لیکن دوسرے ائمہ کے ہاں اس میں تفصیل ہے اور اس مسئلہ میں متعدد صورتیں ہیں اور ہر صورت کے علیحدہ سزا ہے اس لئے حد محاربہ میں سزاؤں کی تعداد زیادہ ہے۔

محاربہ کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام

محاربہ کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

۱۔ اگر محارب نے مال لیا ہو اور قتل نہیں کیا ہو تو اس کے ہاتھ پاؤں من خلاف قطع کئے جائیں گے لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب مال بقدر نصاب ہو[11]- امام ابو حنیفہؒ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے ہاں صورت مذکورہ میں یہی حکم ہے۔

۲۔ اگر محارب نے مال نہیں لیا ہو البتہ حداً قتل کیا ہو تو ایسی صورت میں اس کو قتل کیا جائے گا یہ حکم ائمہ اربعہ کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ محارب کو صورت مذکورہ میں حدًا قتل کیا جائے گا[12]-

۳۔ اگر محارب یعنی رہزن نے قتل بھی کیا ہو اور مال بھی لیا ہو تو اس صورت میں احنافؒ کے ہاں حاکم وقت اور قاضی کو اختیار ہے کہ وہ اس کے ہاتھ، پاؤں من خلاف کاٹ کر قتل کر دے یا سولی پر لٹکا دے یا تینوں کو جمع کر دے یعنی اس کے ہاتھ پاؤں من خلاف بھی کاٹ ڈالے، قتل بھی کر دے اور سولی پر بھی لٹکا دے۔ یا صرف قتل کر دے یا صرف سولی پر لٹکا دے البتہ ائمہ میں امام شافعی اور احمد بن حنبل کے ہاں اس صورت میں قتل کر کے سولی پر لٹکایا جائے گا اور اس کے ہاتھ پاؤں نہ کاٹے جائیں گے [13]

۴۔ محارب کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ نہ مال لیا ہو نہ قتل کیا ہو صرف لوگوں کو ڈرایا ہو تو اس صورت میں حنفیہ اور شافعیہؒ کے ہاں تعزیر کے بعد اس کو رہا کر دیا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کر لے اور حنابلہ کے نزدیک محارب کو تمام شہروں سے بھگایا جائے گا[14]۔

اگر قتل کرنے والا معلوم ہو تو اگر قتل قصداعمداً ہو تو قصاص واجب ہوگی اگر ورثاء قصاص کے متمنی ہوں اور قصاص کے جملہ شرائط موجود ہوں یا صلح علی مال ہو گی یا عفوہ اور اگر قتل عمداًنہ ہو بلکہ قتل خطاً ہو تو دیت واجب ہو گی بمع کفارہ یا صرف کفارہ واجب ہو گا وغیرہ اور اگر کسی مقتول کا قاتل معلوم نہ ہو تو قتل کی ایسی صورت میں قسامت ہو گی[15]۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

حواشی وحوالہ جات

1البقرۃ:۱۷۹
2بدائع الصنائع فی تریتب الشرائع،ج۶،ص۴۶۷
3القاموس الفقھی بمادہ ذیل
4ابن الھمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر،ج،۲۴،ص۸۷
5 أبن نجیم المصری، زین الدین بن ابراھیم، البحر الرائق شرح کنزالد قائق،۱۸۸ج۹
6بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، باب فی القسامۃ،ج۷،ص۲۸۶
7بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع باب فی القسامۃ۷،ص۲۸۶
8امام،راغب، مفردات القرآن بمادہ ذیل
9القاموس الفقھی بمادہ ذیل
10سورۃ المائدۃ:۳۴
11بحر الرأئق شرح کنزالد قائق،ج۹،ص۱۸۸
12 تبیین الحقائق،ج۹،۲۳۳
13 تبیین الحقائق،ج۹،۲۳۳
14بحر الرأئق شرح کنزالر قائق،ج۹،ص۱۸۸
15بدائع الصنائع،ج۵،ص۱۸۷